✿✿✿✿✿✿✿

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور ان کی مختصر سوانح حیات

تحریر و تحقیق

ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی

مقالہ نمبر (3)

❀ حضور نبی کریم ﷺ کی چار صاجزادیاں اور ان کی مختصر سوانح حیات ❀

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد!

محترم قارئین! اس تحریر کا مقصد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی اولاد پاک کے متعلق معلومات پہنچانا ہے اور ساتھ ہی کچھ لوگوں کی طرف سے پیدا شدہ شبہات کا ازالہ ہے پہلے حصے میں حضور ﷺ کی چاروں صاجزادیوں کی مختصر سوانح حیات اور دوسرے حصے میں چار صاجزادیوں کے متعلق دلائل مستند کتب شیعہ سے پیش کیے جائیں گے

حصہ اول:

۱) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ:

سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی چاروں صاجزادیوں میں سب سے بڑی صاجزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں انکی والدہ محترمہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبری بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے آپ کی ولادت مبارک حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کے پانچ برس بعد ہوئی جبکہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ برس تھی اعلان نبوت کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً دس برس تھی اعلان نبوت کے بعد سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبری مشرف با اسلام ہوئیں تھیں اور انکے ساتھ حضور ﷺ کی یہ صاجزادی بھی اسلام میں داخل ہوئیں آپ نے اسلام کا ابتدائی دور بھی پایا اور جب ہجرت کا دور آیا آپ نے ہجرت بھی کی حضور ﷺ کو آپ سے بڑی محبت تھی

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر: ۴ / ۳۰۵ تحت بنت رسول اللہ ﷺ

(۲) تاریخ الخمیس للشیخ الدیار بکری: ۱ / ۲۷۳ ذکر زینب

(۳) ذخائر العقبٰی: ص ۱۵۶

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گزارش پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا

(۱) البدایہ والنہایہ ۳/۳۱۱

(۲) سیرت ابن ہشام: ۱/۶۵۱ تحت سبب زواج ابی العاص من زینب رضی اللہ عنہا

(۳) ذخائر العقبٰی ص ۵۷

ان کا پورا نام بعض نے "لقیط" اور بعض نے "مقسم" وغیرہ لکھا ہے حضرت ابو العاص بن ربیع حضرت خدیجۃ الکبری کے خواہر زادے ہیں۔انکی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد بن اسد ہے جو حضرت خدیجۃ الکبری کی حقیقی بہن ہیں۔اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ابو العاص کی خالہ ہیں حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے شعب ابی طالب کے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر محصورین کی بھرپور مدد کی۔اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ابو العاص نے ہماری دامادی کی بہترین رعایت کی ہے اور اس کا حق ادا کیا ہے شیعہ علماء نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے چنانچہ شیعہ عالم مُلا باقر مجلسی نے تحریر کیا ہے

"وابو العاص بن ربیع کہ داماد رسول بود بر در شعب شترے آورد کہ گندم وخرما
برآنہا بار کردہ بود د صدا مینرد برآں شتراں کہ داخل درہ میشد ند و برمے گشتند
لہذا حضرت فرمود کہ ابو العاص حق دامادی مالا نیکو رعایت"

(حیات القلوب فارسی: ۲/۷۳۳)

اسی طرح (مرآۃ العقول شرح اصول: ۵/۱۸۳) میں اور شیخ عباس قمی نے (منتہی الآمال: ۱/۴۹: تحت احوال شعب ابی طالب) میں بھی لکھا حضرت ابو العاص جنگ بدر میں قیدی ہوئے اور بعد میں رہائی ملی تو واپس مکہ پہنچے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت دی۔آپ ہجرت فرما کر جارہی تھیں کہ مکہ والوں نے آپ کو وادی ذی طویٰ کے پاس زخمی

کیا(البدایۃ والنھایہ:۳ / ۳۳۰،مجمع الزوائد:۹ / ۲۱۵،نسب قریش ص ۲۱۹)

چند دنوں بعد آپ اپنے دیور کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں اور پھر انکے ساتھ آپ مدینہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا[ھی خیر بناتی اصیبت فی]اور بعض روایات میں[ھی افضل بناتی اصیبت فی]یعنی میری بیٹیوں میں زینب رضی اللہ عنہا افضل ہیں جو میری وجہ سے مصیبت زدہ ہوئیں اور انھیں اذیت دی گئی

(مجمع الزوائد:۹ / ۲۱۳،دلائل النبوۃ للبیہقی : ۲ / ۴۲۶)

دیگر روایات کی بنا پر جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں] ابو العاص بن ربیع جب تک اسلام نہیں لائے تھے مکہ میں مقیم رہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم کے ہاں مدینہ میں مقیم رہیں بعد میں شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ گئے واپسی پر مسلمانوں نے قافلہ والوں کو گرفتار کر لیا مگر ابو العاص ان سے پہلے ہی بھاگ کر مدینہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ لے چکے تھے اور یوں ان کو اپنے سارے مال کے ساتھ مکہ واپس بھیج دیا گیا وہاں جا کر تمام لوگوں کا مال واپس کیا اور قریش مکہ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا: (سیر اعلام النبلاء للذہبی ص ۱۷۶ : تحت حالات حضرت زینب رضی اللہ عنہا)

اور پھر مکہ سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح اول پر ہی ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طرف واپس کر دیا

(۱)البدایہ والنھایہ:۳ / ۳۳۲ (۲)طبقات ابن سعد:۸ / ۲۱،

(۳)الاصابہ لابن حجر: ۴ / ۳۰۶، (۴)مصنف عبدالرزاق:۷ / ۱۷۱،۱۷۲

شیعہ علماء کے حوالے سے(تاریخ یعقوبی: ۲ / ۱۷ طبع بیروت)اہل تشیع حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ[ابو العاص کافر تھے تو ان کے ساتھ نکاح کیسے جائز ہوا؟]

اسکا جواب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں مؤمنہ کی تزویج کافر کے ساتھ جائز تھی علماء اہل تشیع کی کتب ملاحظہ فرمائیے:

(۱) تفسیر مجمع البیان للطبرسی: ۱/ ۸۷۳ طبع قدیم

(۲) حیات القلوب از مُلا باقر مجلسی: ۲/ ۷۱۸

(۳) منتہی الآمال: ۱/ ۱۰۸

سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی ایک بیٹا صغر سنی میں ہی فوت ہوگیا (سنن ابو داؤد: ۲/ ۹۰، مشکوٰۃ ص ۱۵۰) شیعہ کتب کے حوالے سے: (الجعفریات اوالا شعثیات لابی العباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری ص ۲۰۸)

دوسرے بیٹے کا نام "علی"، اور ایک بیٹی "اُمامہ بنت ابو العاص"، تھی علی بن ربیع کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ بلوغت کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں انتقال فرمایا

(اسد الغابہ لابن اثیر: ۴/ ۴۱، الاصابہ لابن حجر: ۲/ ۵۰۳: تحت علی بن ابی العاص)

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد شادی کریں تو میری بہن زینب کی بیٹی اُمامہ سے نکاح کرنا وہ میری اولاد کے حق میں میری قائم مقام ہوگی شیعہ علماء نے بھی اسی طرح لکھا ہے

(کتاب سلیم بن قیس الکوفی ص ۲۲۶: تحت وصیت فاطمہ: طبع ایران)

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصیت کے مطابق ۱۲ھ میں اُمامہ بنت ابی العاص کے ساتھ نکاح کیا شیعہ علماء نے بھی اسی طرح لکھا ہے دیکھئے:

(انوار النعمانیہ: ۱/ ۳۶۷، مروج الذہب للمسعودی: ۲/ ۲۹۸ میں)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کا انتظام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی میں ہوا اور انکو غسل دینے والی اُم المومنین حضرت سودہ بنت

زمعہ رضی اللہ عنہا، اُم المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا اور ایک صالحہ خاتون اُم ایمن رضی اللہ عنہا تھیں

(انساب الاشراف: ۱/ ۴۰۰)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کفن کے ساتھ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تہبند بھی عنایت فرمایا

(بخاری شریف: ۱/ ۱۶۷، مسلم شریف: ۱/ ۳۰۴، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۴۲: طبع کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود انکا جنازہ پڑھایا

(انساب الاشراف: ۱/ ۴۰۰: بحث ازواج رسول اللہ وولدہ)

اور اس جنازہ میں مسلمان عورتیں بھی شامل ہوئیں خاص کر حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بڑی بہن کے جنازہ میں شرکت کی تھی۔ شیعہ حضرات کی کتب میں بھی یہ واقعہ موجود ہے ملاحظہ کیجئے درج ذیل کتب:

(۱) تہذیب الاحکام ص ۲۱۵: طبع ایران (۲) کتاب الاستبصار: ۱/ ۲۴۵: طبع لکھنو

(۳) منتہی المقال ص ۳۴۴: طبع قدیم ایران

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر میں اتر کر خصوصی دعا فرمائی

(۱) مجمع الزوائد: ۳/ ۴۷ (۲) اسد الغابہ: ۵/ ۴۶۸

(شیعہ مکتب فکر کی کتاب تنقیح المقال: ۳/ ۷۹: طبع ایران)

ہجرت کے دوران آپ کو جو زخم آئے تھے پہلے وہ مندمل ہو گئے تھے پھر دوبارہ تروتازہ ہو گئے اور اسی کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی، اور اہل اسلام نے انھیں شہیدہ کا لقب دیا

(مجمع الزوائد: ۹/ ۲۱۶، البدایہ والنھایہ ابن کثیر: ۵/ ۳۰۸)

۲) سیدہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں انکی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین برس بعد پیدا ہوئیں اس

وقت حضور ﷺ کی عمر تقریباً ۳۳ برس تھی (تاریخ الخمیس: ۱ / ۲۷۴: تحت ذکر رقیہ رضی اللہ عنہا)

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی والدہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا

(طبقات ابن سعد: ۸ / ۲۴، الاصابہ: ۴ / ۲۹۷، تفسیر قرطبی: ۱۴ / ۲۴۲)

حضور ﷺ نے حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ کر دیا اور رخصتی نہیں ہوئی بعد میں جب انکی دشمنی بڑھی اور ابولہب کی مذمت میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو ابولہب کے کہنے پر عتبہ اور عتیبہ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو طلاق دے دی (الاصابہ: ۴ / ۲۹۷، طبقات ابن سعد: ۸ / ۲۴)

اہل تشیع حضرات نے بھی یہ واقعہ لکھا ہے دیکھئے: (الانوار النعمانیہ: ۱ / ۳۶۷)

بعد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مکہ میں کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی

(کنز العمال: ۶ / ۳۷۵، تاریخ الخمیس: ۱ / ۲۷۵، ذخائر العقبیٰ ص ۱۶۲، المستدرک حاکم: ۴ / ۴۹)

آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال پیش آیا (البدایہ والنھایہ: ۳ / ۶۶، تفسیر قرطبی: ۱۴ / ۲۴۲)

اہل تشیع علماء نے بھی اس واقعہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کی تصدیق کی ہے شیعہ کتب کے لیے دیکھئے:

(حیات القلوب: ۲ / ۳۳۰، الانوار النعمانیہ: ۱ / ۳۶۷)

حبشہ سے واپسی پر جب مکہ پہنچے تو حضور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ کی طرف دوسری ہجرت فرمائی

(مجمع الزوائد: ۹ / ۲۱۷، الاصابہ: ۴ / ۱۹۸)

حضرت رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا جن کا نام عبداللہ رکھا گیا انکی پیدائش حبشہ میں ہجرت کے دوران ہوئی، اسکے علاوہ حضرت عبداللہ سے پہلے ایک نا تمام بچہ بھی حضرت عثمان سے پیدا ہوا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ اپنے بیٹے عبداللہ کی نسبت سے تھی اہل سیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ تقریباً جب چھ برس کے تھے کہ ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونک لگا کر زخم کر دیا بعد میں اسی وجہ سے وہ انتقال فرما گئے

(تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۴۲، البدایہ والنھایہ: ۵/ ۳۰۸، اسد الغابہ: ۵/ ۴۵۶)

کتب شیعہ کے حوالے دیکھئے:

(الانوار النعمانیہ: ۱/ ۸۰، مروج الذھب: ۲/ ۳۴۱: تحت ذکر عثمان میں)

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتر کر ان کو دفن کیا

(انساب الاشراف للبلاذری: ۱/ ۴۰۱، تاریخ الخمیس: ۱/ ۲۷۵)

مدینہ طیبہ میں ۲ ھجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا خسرہ کی بیماری میں مبتلا ہوگئیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ میں ٹھہرے اور بعد میں غزوہ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر حصہ عطا فرمایا (بخاری شریف: ۱/ ۵۲۳ تحت مناقب عثمان، مجمع الزوائد: ۹/ ۲۱۷)

کتب شیعہ کے حوالے کے لیے دیکھئے: (التنبیہ والاشراف ص ۲۰۶) اس کے بعد ۲ ھجری میں ہی حضرت رقیہ اسی بیماری کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر موجودگی میں انتقال فرما گئی

(طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۴، تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۴۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ بدر کی واپسی پر حضرت رقیہ کی قبر پر جا کر دعا فرمائی اور اپنی بہن کے غم میں قبر کے پاس جا کر رونے لگیں تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی دی اور صبر کی تلقین کی

(۱) سنن الکبریٰ بیہقی: ۴/ ۷۱: کتاب الجنائز (۲) طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۴
(۳) وفاالوفا للسمہو دی: ۳/ ۸۹۵ (۴) الزرقانی شرح مواہب: ۳/ ۱۹۹: تحت رقیہ رضی اللہ عنہا اہل تشیع کی کتب میں بھی یہ بات موجود ہے دیکھئے:

(فروع کافی: ۱/ ۱۳۳: کتاب الجنائز طبع لکھنو اور (منتہی الآمال: ۱/ ۱۰۸)

علماء شیعہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر درود بھیجنے کے حوالے سے لکھتے ہیں [اللهم صلى على القاسم والطاهر ابنى نبيك اللهم صلى على رقيه بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها اللهم صلى على ام كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها]

ترجمہ: اے اللہ تو اپنے نبی کے دونوں فرزندوں قاسم اور طاہر پر درود بھیج اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر درود بھیج اور جس شخص نے تیرے نبی کو رقیہ کے حق میں اذیت پہنچائی اس پر لعنت کر اے اللہ نبی کی بیٹی اُم کلثوم کے حق میں اذیت پہنچائی اس پر لعنت کر

(۱) تہذیب الاحکام: ۱/ ۲۸۴ (۲) تحفۃ العوام ص ۱۲۳
(۳) القول المقبول فی بنات الرسول ص ۲۰

۳) سیدہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

سیدہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں آپکا اسم گرامی اُم کلثوم ہے اور اسی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں آپ کا کوئی الگ معروف نام نہیں

(۱) الزرقانی شرح مواہب: ۳/ ۱۹۹، تحت ذکر اُم کلثوم (۲) تاریخ الخمیس: ۱/ ۲۷۵

آپ کی ولادت بھی بعثت نبوت سے پہلے کی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ جو آپ کی والدہ محترمہ ہیں کے ساتھ ایمان لائیں ہجرت تک مکہ میں قیام فرمایا آپ کا پہلا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا بعد میں ابولہب کے کہنے پر عتیبہ نے طلاق دے دی جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے اہل وعیال تا حال مکہ میں مقیم تھے حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہم کو مکے بھیجا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں، حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت اُم کلثوم، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو ساتھ لے کر مدینہ پہنچے (مجمع الزوائد: ۹/ ۲۲۷)

آپکا دوسرا نکاح باامر خدا ربیع الاول ۳ ھجری کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور جمادی الآخر ۳ ھجری کو آپ کی رخصتی ہوئی

(۱) اسد الغابہ: ۵/ ۶۱۲ (۲) طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۵

نکاح اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ یہ حکم خداوندی سے ہوا

(تاریخ بغداد: ۱۲/ ۳۶۴)

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا حق مہر بھی وہی تھا جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا، اور یوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا علماء شیعہ نے بھی نکاح عثمان رضی اللہ عنہ واُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے دیکھئے:

(الانوار النعمانیہ: ۱/ ۳۶۷)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد پاک نہیں ہوئی آپ کا انتقال ماہ شعبان ۹ ھجری میں ہوا

(۱) تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۴۲ (۲) کتاب الثقات ابن حبان: ۲/ ۱۰۵

(۳) البدایہ والنھایہ: ۵/ ۳۹ (۴) طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۵

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت صفیہ بنت عبد المطلب، اسماء بنت عمیس، لیلیٰ بنت قانف اور اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے دیا اور کفن بھی انھوں نے ہی پہنایا:

(۱) مسند امام احمد بن حنبل: ۶/ ۳۸۹ (۲) سنن الکبریٰ بیہقی: ۴/ ۶

(۳) شرح السنۃ للبغوی: ۵/ ۳۱۳ (۴) البدایہ والنھایہ: ۵/ ۳۹

سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نماز جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے نماز جنازہ میں شرکت کی

(۱) الزرقانی شرح مواھب: ۳/ ۲۰۰ (۲) طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۶

خادم نبوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو مبارک جاری تھے

(تفسیر قرطبی: ۱۴/ ۲۴۲)

۴) سیدہ حضرت فاطمۃ الزہرہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سن ولادت میں مؤرخین کا شدید اختلاف ہے لیکن صحیح تر قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۴۱ سال تھی جب آپ کی ولادت ہوئی

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر: ۴/ ۳۶۵: تحت تذکرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا مشہور قول کے مطابق سب سے چھوٹی صاجزادی ہیں آپ کا اسم گرامی ']فاطمہ' اور آپ کے القاب ''زہرا، بتول'' ہیں یہ چاروں صاجزادیاں آپس میں حقیقی بہنیں ہیں آپ کے شمائل میں محدثین نے یوں ذکر کیا ہے![فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مشابہ تھیں]

(صحیح مسلم: ۴/ ۲۹۰: باب فضائل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا)

آپ نے بھی ہجرت فرمائی علامہ ذہبی نے اس کا ذکر فرمایا ہے

(۱) سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۰۹ (۲) البدایہ والنھایہ ابن کثیر: ۳/ ۲۰۲

مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہونے کے بعد ۲ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نکاح رمضان المبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا، اور چند ماہ بعد ذوالحجہ ۲ھ میں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک پندرہ سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک ۲۱ سال تھی

(۱)تفسیر قرطبی ۱۴/۲۴۱ :تحت آیت قل لا ازواجک و بناتک ۔۔۔الخ

(۲)الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص ۶۱۳

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اہل میت کے ہاں تعزیت کے لیے بھی جایا کرتی تھیں

(سنن ابوداوٗد:۲/۸۹ طبع دہلی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خصوصاً محبت رکھنے کی تاکید فرمائی

(۱) صحیح مسلم:۲/۲۸۵ (۲)سنن نسائی:۲/۷۸

(۳)مسند ابی یعلیٰ:۴/۴۷۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری اوقات میں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو متعدد وصایا فرمائی تھیں ان میں خصوصی وصیت ''ماتم'' سے منع کرنے کے متعلق تھی چنانچہ اس وصیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اہل تشیع کے متعدد اکابر علماء نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنے ائمہ سے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو:

۱)محمد ابن یعقوب کلینی رازی نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نقل کیا ہے

[ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال لفاطمۃ علیھا السلام اذا انا مت فلا تخمشی علی وجھا ولا ترخی علی شعرًا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علی نائحۃ]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی وفات کے وقت میں حضرت فاطمہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (بطور وصیت) فرمایا کہ اے فاطمہ! جب میرا انتقال ہو جائے تو میری وجہ سے (میرے غم میں) اپنے چہرہ کو نہ چھیلنا،اور اپنے بالوں کو پریشان نہ کرنا،اور رواویلا نہ کرنا،اور مجھ پر نوحہ اور بین نہ کرنا،اور نہ ہی نوحہ کرنے والیوں کو بلانا:

(فروع کافی:۲/۲۲۸:کتاب النکاح طبع نول کشور لکھنو)

یہی مضمون "شیخ صدوق" نے (معانی الاخبار صفحہ ۱۱۱ طبع ایران) ،اور "ملا باقر مجلسی" نے اپنی تصنیف (حیات القلوب: ۲ / ۸۵۲ طبع لکھنؤ) میں لکھا ہے

باغ فدک کا مسئلہ:

حضور ﷺ کے وصال کے بعد اکابر بنی ہاشم سمیت جمہور صحابہ کرام کے اتفاق سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نماز پنجگانہ کی امامت فرماتے اور مدینہ کے تمام صحابہ کرام بنی ہاشم سمیت آپکی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اسی طرح جمعہ و دیگر اجتماعات اور تنازعات کے فیصلے بھی آپ ہی فرمایا کرتے تھے انھی ایام میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے مال فیئ کے متعلق مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف تھا کہ باغ فدک ہمیں میراث میں ملنا چاہیے اسکے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی طرف توجہ دلائی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ"

ترجمہ: ہماری کوئی (مالی) وراثت نہیں ہوتی جو کچھ چھوڑ کر ہم رخصت ہوتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے

(۱) صحیح بخاری: ۱ / ۵۲۶ (۲) کتاب المناقب بخاری: ۲ / ۵۷۶

(۳) کتاب المغازی شرح معانی الآثار : ۱ / ۲۹۸

تو جناب فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا واپس تشریف لے گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل بیت کی ضرورت کے مطابق ان کو یہ حصہ دیتے رہے جیسا کہ اکابر علماء شیعہ نے بھی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو!

"کان ابو بکر یأخذ غلتھا فیدفع الیھم منھا ما یکفیھم ویقسم الباقی وکان عمر کذالک ثم کان عثمان کذالک ثم کان علی کذالک"

ترجمہ: حضرت ابو بکر فدک کا غلہ لے کر جس قدر اہل بیت نبوی کی ضرورت کو کافی ہوتا انکی طرف بھجوایا کرتے تھے، اور باقی آمدن کو (ضرورت مندوں میں) تقسیم کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

بھی اسی طرح کرتے تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے (شرح نہج البلاغہ ابن حدید: ۲/۲۹۶ طبع ایران)

اسی طرح (شرح نہج البلاغہ ابن میثم: ۵/۱۰۷ طبع ایران) اور (کتاب الدرۃ النجفیہ ص ۳۳۲ شرح نہج البلاغہ لابراہیم طبع ایران) میں بھی ہے اسکے علاوہ (شرح نہج البلاغہ فارسی سید علی نقی فیض الاسلام: ۵/۹۶۰) میں بھی ہے (شرح نہج البلاغہ ابن میثم: ۵/۱۰۷ طبع ایران) میں واضح موجود ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرض الوفات اور صحابہ کرام کی تیمار داری:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت مغموم رہتی تھیں جب آپ بیمار ہوئیں تو حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا آپ کی تیمار داری کے لیے تشریف لاتی تھیں (کتاب الامالی للشیخ محمد بن حسن الطوسی: ۱/۱۰۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں مسجد (نبوی) میں ادا کرتے تھے جب نماز پڑھ چکے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کا کیا حال ہے؟ کیسے مزاج ہیں؟ (کتاب سلیم بن قیس الہلالی صفحہ ۲۲۴،۲۲۵ طبع عراق)

معلوم ہوا کہ شیخین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کرتے تھے

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہنے کے بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز منگل کی رات انتقال فرما گئیں اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھائیس یا انتیس سال تھی (البدایہ والنہایہ: ۶/۳۳۴: تحت حالات ۱۱ ہجری)

اہل اسلام کے لیے یہ ایک عظیم صدمہ تھا تمام اہل مدینہ اس صدمے سے متاثر تھے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام

ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا

(۱)اسد الغابہ:۵/ ۴۷۸:تحت سلمیٰ (۲)البدایہ والنھایہ:۶/ ۳۳۳

(۳)حلیۃ الاولیاء:۲/ ۴۳:تحت تذکرہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا

(۴)المبسوط:۲/ ۶۳ طبع مصر (۵)سنن الکبریٰ بیہقی:۴/ ۲۹

(۶)تحفہ اثناعشریہ ص ۴۵ (۷)حلیۃ الاولیاء:۴/ ۹۶:تحت میمون ابن محصران

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اور شیخین رضی اللہ عنہم کی شرکت:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل اور تجہیز وتکفین کے مراحل کے بعد نماز جنازہ کا مرحلہ درپیش ہوا حضرت ابوبکر وعمر فاروق اس موقعہ پر موجود تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آگے بڑھیں اور جنازہ پڑھائیں جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جناب کی موجودگی میں مَیں جنازہ کے لیے پیش قدمی نہیں کرسکتا نماز جنازہ پڑھانا آپکا حق ہے آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ چار تکبیر کے ساتھ پڑھایا باقی تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی

(۱)کنز العمال:۶/ ۳۱۸:باب فضائل الصحابہ (۲)طبقات ابن سعد:۸/ ۱۹

(۳)ریاض النضرۃ: ۱/۱۵۶

دفن کے لیے قبر میں حضرت علی،حضرت عباس (عم نبی)،فضل بن عباس اترے

(الاصابہ:۴/ ۳۹۸:تذکرہ فاطمہ)

اولاد پاک سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا:

۱)حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ (۲)حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

۳)حضرت محسن رضی اللہ عنہ (۴)حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا

۵)حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا (۶)حضرت رقیہ بنت علی رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا، اور حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ۱۷ھ میں ہوا، حوالے کے لیے دیکھئے:

(نسب قریش صفحہ ۲۵: تحت اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حصہ دوم:

چار بیٹیوں کا ثبوت شیعہ کتب سے:

(۱) شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتاب ''اُصول کافی'' میں ہے

''وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية و زينب و اُم كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام''

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کی جبکہ آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی، اور حضرت خدیجہ کے بطن پاک سے آپ کی اولاد آپ کی بعثت سے پہلے: قاسم، رقیہ، زینب، اُم کلثوم اور بعثت کے بعد: طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں

(۱) اُصول کافی: ۱/ ۴۳۹ مطبوعہ ایران

(۲) الشافی ترجمہ اصول کافی: ۳/ ۵ مطبوعہ کراچی

درج ذیل کتب شیعہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت ہے ملاحظہ ہو:

(۱) فروع کافی: ۲/ ۸۲ مطبوعہ ایران (۲) القول المقبول ص ۲۰

(۳) تحفۃ العوام ص ۱۲۳ مطبوعہ لاہور (۴) تہذیب الاحکام: ۱/ ۲۸۴

(۵) قرب الاسناد صفحہ ۸ (۶) خصال لابن بابویہ: ۲/ ۳۷

(۷) کتاب الاستبصار: ۱/ ۲۴۵ (۸) مجالس المؤمنین: ۱/ ۲۰۴ مطبوعہ تہران

(۹) مناقب آل ابی طالب: ۱/ ۱۶۱ طبع قم ایران (۱۰) کتاب الامالی للشیخ الطوسی صفحہ ۲۷

(۱۱)من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۴۰۷ (۱۲)شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید: ۳/ ۴۶۰ طبع بیروت
(۱۳)مروج الذہب للمسعودی: ۲/ ۳۳۱ (۱۴)التنبیہہ والاشراف صفحہ ۲۵۵
(۱۵)شرح نہج البلاغہ فارسی فیض الاسلام خطبہ ۱۴۳ صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ تہران
(۱۶)تفسیر مجمع البیان: ۲/ ۳۲۳ مطبوعہ تہران (۱۷)منہج الصادقین: ۷/ ۳۳۲
(۱۸)مسالک الافہام جلد اول کتاب النکاح مطبوعہ ایران
(۱۹)اعیان الشیعہ: ۳/ ۴۸۷ مطبوعہ بیروت
(۲۰)بحار الانوار: ۲۲/ ۱۶۶، ۱۶۷ مطبوعہ تہران
(۲۱)ناسخ التواریخ: ۱/ ۶۶۹ (۲۲)چہاردہ معصوم: ۱/ ۲۲۴ مطبوعہ تہران
(۲۳)المبسوط: ۴/ ۱۵۸ (۲۴)تنقیح المقال: ۳/ ۷۷
(۲۵)شافی اور تلخیص الشافی: ۴/ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران
(۲۶)مراۃ العقول: ۱/ ۳۵۲ (۲۷)ابن شہر آشوب: ۱/ ۸۸
(۲۸)منتخب التواریخ: ۱/ ۲۴ مطبوعہ ایران (۲۹)حیات القلوب: ۲/ ۱۰۲۷ مطبوعہ لکھنؤ
(۳۰)انوار النعمانیہ: ۱/ ۳۶۶ مطبوعہ تبریز (۳۱)منتہی الامال: ۱/ ۱۲۵ مطبوعہ ایران
(۳۲)ذبح عظیم صفحہ ۲۴ مطبوعہ لاہور (۳۳)اخبار ماتم صفحہ ۸۵

ہم نے اپنے اس مضمون میں حضور نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی چار صاحبزادیوں کی سوانح حیات اور کتب شیعہ سے ان چاروں کا ثبوت پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں حق واضح ہو جانے کے بعد اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

❁ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ❁